خَيرُ الصِّلات

في

بَيان أوقاتِ الصَّلاة

نمازوں کے اوقات اور ان کے تفصیلی احکام

مؤلف

عطاء الرّحمٰن

فاضل جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

03442852436

قابلِ قدر تالیف

بندہ ہی کی ترغیب پر میرے پیارے چھوٹے بھائی مولانا عطاء الرحمٰن صاحب نے ''نمازوں کے اوقات اور ان کے تفصیلی احکام'' سے متعلق کتابچہ لکھنا شروع کیا، یہ ان کی پہلی تحریر ہے، ماشاءاللہ یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ انھوں نے بڑی جستجو سے کام کیا۔ اس کتابچے کی تالیف کے دوران بھی اور اس کی تکمیل کے بعد بھی بندہ نے ان کا یہ مکمل کتابچہ حرف بحرف دیکھا ہے، اس کی تصحیح اور اس پر نظرِ ثانی بھی کی ہے، الحمدللہ کہ نہایت ہی مفید کتابچہ ہے جس میں اوقاتِ نماز کو نہایت ہی تفصیل سے بیان کر کے بہت سی الجھنیں اور غلط فہمیاں دور کر دی گئی ہیں، اوقاتِ نماز سے متعلق اس قدر تفصیلی احکام لکھنے پر مؤلف موصوف داد کے مستحق ہیں۔ اس میں جہاں عوام کے لیے اوقاتِ نماز سے متعلق دینی احکام کی طرف راہنمائی ہے وہاں اہلِ علم حضرات کے لیے بھی تشفی کا بڑا سامان ہے۔

اللہ تعالیٰ میرے چھوٹے بھائی کو دنیا اور آخرت کی خوشیاں، کامیابی اور ترقی عطا فرمائے، اور اس رسالے کو قبول فرما کر امت کے لیے نافع بنائے۔

بندہ مبین الرحمٰن

(فاضل جامعہ دار العلوم کراچی)

5 ذوالحجہ 1439ھ

نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

نماز کی ادائیگی کے لیے وقت کی اہمیت:

نماز ان عبادات میں سے ہے جن کو اللہ تعالی نے وقت کے ساتھ وابستہ کیا ہے جیسا کہ اللہ تعالی قرآن کریم میں فرماتے ہیں کہ:

إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتٰبًا مَّوْقُوتًا. (سورۃ النساء آیت:103)

ترجمہ: نماز مؤمنوں پر ایک مقرر وقت پر فرض ہے۔

اسی طرح حضور ﷺ نے بھی احادیث مبارکہ میں وقت پر نماز ادا کرنے کا حکم اور ترغیب بیان فرمائی ہے، چنانچہ ایک مرتبہ حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ سب افضل عمل کون سا ہے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ نماز وقت پر ادا کرنا۔ (صحیح بخاری حدیث:7534)

قرآن وسنت کے واضح دلائل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اپنے مقررہ وقت پر نماز ادا کرنا نہایت ہی اہمیت رکھتا ہے، کیوں کہ جب کسی نماز کا وقت ہی نہ ہوا ہو تو وقت سے پہلے اس کی ادائیگی کیسے درست ہو سکتی ہے؟ اور اسی طرح کسی شدید عذر کے بغیر نماز کو وقت پر ادا نہ کرنا اور قضا کر دینا بڑا گناہ ہے۔

اوقات کی تعیین کے اعتبار سے نمازوں کی اقسام:

اوقات کی تعیین کے اعتبار سے نمازوں کی دو اقسام ہیں:

1: ایک تو وہ نمازیں ہیں جن کے لیے اوقات مقرر ہیں کہ ان کی ادائیگی کے لیے مخصوص اوقات کی رعایت ضروری ہے، جیسے:

- پنج وقتہ فرض نمازیں۔
- واجب نمازیں جیسے: وتر اور عیدین کی نماز۔
- شب وروز کی سنت نمازیں۔
- وہ نفل نمازیں جو وقت کے ساتھ مخصوص ہیں جیسے تہجد، اشراق، چاشت، اوبین وغیرہ کی نمازیں۔

2: دوسری وہ نمازیں جن کے لیے کسی خاص وقت کی رعایت ضروری نہیں بلکہ وہ مکروہ اوقات کے علاوہ کسی

بھی وقت ادا کی جا سکتی ہیں جیسے :

- قضا نمازیں۔
- عام نفل نمازیں۔

نمازوں کے اوقات سے متعلق علم حاصل کرنے کی اہمیت :

یہ بات حقیقت ہے کہ کسی بھی چیز پر عمل سے پہلے اس سے متعلق صحیح علم حاصل کرنا ضروری ہے کیوں کہ اس کے بغیر ٹھیک طرح عمل ہو ہی نہیں سکتا۔ اسی طرح نمازوں کو مقررہ اوقات پر ادائیگی کے لیے اور مکروہ اوقات سے بچنے کے لیے اوقاتِ نماز سے متعلق علم حاصل کرنا نہایت ہی ضروری ہے۔ آگے بیان ہونے والے احکام اسی اہم موضوع سے متعلق ہیں تاکہ مسلمان نمازوں کے اوقات کا تفصیلی علم حاصل کرکے شریعت کے مطابق نمازوں کی ادائیگی کر سکیں۔

نماز ادا کرنے سے پہلے وقت کی تحقیق کرنے کا حکم :

جب وقت پر نماز ادا کرنا بڑی اہمیت رکھتا ہے تو اس سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ نماز ادا کرنے سے پہلے اچھی طرح دیکھ لیا جائے کہ نماز کا وقت داخل ہوا ہے یا نہیں، کیوں کہ جب تک کسی نماز کا وقت داخل نہ ہوا ہو تو وہ نماز ادا کرنا جائز ہی نہیں ہے۔ (رد المحتار، فتاویٰ عالمگیری)

اوقاتِ نماز پر مشتمل نقشوں کی اہمیت :

اوقاتِ نماز سے متعلق مروّجہ مستند نقشوں سے ہر مسلمان کے لیے کافی سہولت پیدا ہو گئی ہے، جن کی وجہ سے نمازوں کے اوقات معلوم کرنا نہایت ہی آسان ہو چکا ہے، اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ اوقاتِ نماز سے متعلق جامعہ دار العلوم کراچی کے اہلِ علم کی تحقیق سے شائع ہونے والا نقشہ یا کوئی بھی معتبر نقشہ اپنے پاس رکھے، اس کے بہت سے فوائد ہیں۔

اوقاتِ نماز کی اقسام:

نماز کے وقتِ ادا سے مراد وہ وقت ہے کہ جس میں پڑھی جانے والی نماز ادا شمار ہوتی ہے، اور جب وہ وقت گزر جائے تو اس کے بعد وہ نماز قضا کہلاتی ہے۔

نماز کے اس وقتِ ادا کی تین اقسام ہیں:

1۔ مستحب وقت:

اس سے مراد وہ وقت ہے کہ جس میں نماز ادا کرنا افضل اور بہتر ہے۔ اس لیے نماز ادا کرتے وقت نماز کے مستحب اور مسنون وقت کی رعایت کرنی چاہیے، اس سے اجر وثواب میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

2۔ مکروہ وقت:

نماز کو بلا عذر اس قدر مؤخر کرنا کہ مکروہ وقت داخل ہو جائے یہ ناجائز ہے، البتہ مکروہ وقت میں پڑھی جانی والی نماز ادا ہی شمار ہوتی ہے نہ کہ قضا۔ اس لیے نماز کو اس قدر مؤخر نہیں کرنا چاہیے کہ مکروہ وقت داخل ہو جائے، بلکہ نماز کو مستحب وقت یا کم از کم جائز
وقت ہی میں ادا کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔

3۔ جائز وقت:

اس سے مراد وہ وقت ہے کہ جو مستحب بھی نہ ہو اور مکروہ بھی نہ ہو بلکہ ایک جائز وقت ہو۔

ان کی تفصیل آگے بیان ہوگی ان شاء اللہ۔

فرض نمازوں کے اوقات اور اُن سے متعلقہ احکام

صبح صادق اور صبح کاذب کی حقیقت اور ان سے متعلقہ احکام

صبح کاذب:

جب رات ختم ہونے لگتی ہے تو اس وقت عموماً آسمان پر عمودی اور مستطیل شکل میں ایک لمبی روشنی نمودار ہوتی ہے، جس سے یہ گمان ہونے لگتا ہے کہ صبح ہو چکی ہے حالاں کہ وہ رات ہی کا وقت ہوتا ہے، لیکن یہ روشنی چند منٹ تک رہتی ہے اور اس کے بعد عموماً دوبارہ اندھیرا چھا جاتا ہے۔ احادیث میں اس کو ’’ذَنَبُ السرحان‘‘ یعنی بھیڑیے کی دم سے بھی تشبیہ دی گئی ہے۔

صبح کاذب کی وجہ تسمیہ:

اس کو صبح کاذب اس لیے کہا جاتا ہے کہ کاذب کے معنی ہیں: جھوٹا، چوں کہ یہ حقیقی صبح نہیں ہوتی بلکہ اس سے صبح کا گمان ہونے لگتا ہے اس لیے اس کو صبح کاذب یعنی جھوٹی صبح کہتے ہیں۔

صبح کاذب کا حکم:

چوں کہ یہ حقیقی صبح تو ہوتی ہی نہیں ہے اس لیے اس پر صبح کا کوئی حکم لاگو نہیں ہوتا بلکہ یہ رات ہی کے زمرے میں آتی ہے۔

صبح صادق:

عموماً صبح کاذب کے تھوڑی دیر بعد آسمان کے افق پر شمالاً جنوباً ایک روشنی نمودار ہوتی ہے، یہ روشنی مستطیر یعنی چوڑائی میں پھیلی ہوئی ہوتی ہے جو کہ وقت کے ساتھ ساتھ پھیلتی اور بڑھتی جاتی ہے، اس کو صبح صادق کہتے ہیں، یہ حقیقی صبح ہوتی ہے۔

صبح صادق سے متعلق احکام:

صبح صادق چوں کہ حقیقی صبح ہوتی ہے اس لیے اس پر شریعت کے متعدد احکام لاگو ہوتے ہیں، جیسے:

- صبح صادق طلوع ہوتے ہی رات ختم ہو جاتی ہے۔
- صبح صادق طلوع ہوتے ہی عشااور وتر کا وقت ختم ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے یہ نمازیں قضاہو جاتی ہیں۔
- صبح صادق طلوع ہوتے ہی تہجد کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔
- صبح صادق طلوع ہوتے ہی سحری کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔
- صبح صادق طلوع ہوتے ہی شرعی دن شروع ہو جاتا ہے، جس کے آدھے دن کو نصف النہار شرعی کہتے ہیں۔
- صبح صادق طلوع ہوتے ہی فجر کا وقت داخل ہو جاتا ہے۔
- صبح صادق طلوع ہوتے ہی روزہ شروع ہو جاتا ہے۔
- صبح صادق طلوع ہوتے ہی عید الفطر میں صدقۃ الفطر واجب ہو جاتا ہے۔

تفصیلی حوالہ جات کے لیے ملاحظہ فرمائیں:

(جامع الترمذی حدیث:640، سنن النسائی حدیث:2170، صحیح مسلم حدیث:2595،رد المحتار، ہندیہ، صبح صادق وکاذب اور وقت عشا کی تحقیق از مفتی رضوان صاحب)

صبح صادق ہوتے وقت سورج کتنے ڈگری زیرِ افق ہوتا ہے؟

جمہور کے نزدیک سورج جب 18 درجے زیرِ افق ہو تو صبح صادق طلوع ہو جاتا ہے، یہی قول راجح ہے، اور مروجہ اوقات نماز کے نقشے بھی اسی کے مطابق بنائے گئے ہیں۔(رد المحتار، نوادر الفقہ، فتاوی عثمانی، فہم الفلکیات، صبح صادق وکاذب اور وقت عشا کی تحقیق از حضرت مفتی رضوان صاحب)

فجر کی نماز کا وقت اور اس کے احکام

فجر کی نماز کا وقتِ ادا:

فجر کی نماز کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور سورج نکلنے تک رہتا ہے، اس دوران جب بھی نماز ادا کی جائے تو ادا شمار ہوتی ہے، اور جب سورج نکلنا شروع ہو جائے تو فجر کی نماز قضا ہو جاتی ہے۔
(البحر الرائق، الدر المختار، تبیین الحقائق)

مردوں کے لیے نمازِ فجر کا مستحب وقت:

مردوں کے لیے مستحب یہ ہے کہ فجر کی نماز اندھیرے کی بجائے روشنی میں ادا کریں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ:

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: أَسْفِرُوا بِالْفَجْرِ، فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِلأَجْرِ. یعنی فجر کی نماز روشنی میں پڑھا کرو کیوں کہ اس کا اجر وثواب زیادہ ہے۔ (سنن الترمذی حدیث: 154)

واضح رہے کہ حضور ﷺ اور حضرات صحابہ کرام جیسے: حضرت علی، حضرت عمر، حضرت ابن مسعود، حضرت حسین، حضرت ابو الدرداء اور حضرات تابعین کرام جیسے: حضرت عمر بن عبد العزیز، حضرت ابراہیم نخعی، حضرت سعید بن جبیر اور حضرت علقمہ رضی اللہ عنہم اور دیگر جلیل القدر حضرات سے یہی ثابت ہے کہ فجر کی نماز اندھیرے کی بجائے روشنی میں پڑھنا افضل ہے اور اس کا اجر بھی زیادہ ہے، حتی کہ جلیل القدر تابعی حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کا جتنا اتفاق اس بات پر ہوا اس سے بڑھ کر کسی اور بات پر نہیں ہوا، دیکھیے مصنف ابن ابی شیبہ حدیث: 3261 تا 3282۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے وقت میں نماز ادا کی جائے کہ جب روشنی خوب پھیل جائے اور سورج طلوع ہونے تک اس قدر وقت باقی ہو کہ مسنون قرآت کے ساتھ سنت کے مطابق نماز ادا کرنے کے بعد بھی اتنا وقت باقی رہے کہ اگر کسی وجہ سے نماز فاسد ہو جائے تو سنت کے مطابق مسنون قرآت کے ساتھ وہ نماز دوبارہ ادا کی جا سکے اور اس کے بعد بھی مسبوق افراد اپنی بقیہ نماز پوری کر سکیں۔ اہل علم حضرات کے تجربے

کے مطابق سورج طلوع ہونے سے تقریباآدھاگھنٹہ پہلے فجر کی نمازادا کرنے سے اس پر بخوبی عمل کیا جاسکتا ہے۔

نمازِ فجر میں مسنون قرأت کی مقدار:

واضح رہے کہ فجر میں مسنون قرآت سے مرادیہ ہے کہ طوال مفصل یعنی سورۃالحجرات سے لے کر سورۃالبروج تک کی سورتوں میں سے دونوں رکعتوں میں چالیس پچاس آیات تلاوت کی جاسکیں۔

(ردالمحتار، علم الفقہ، عالمگیری، احسن الفتاوی، آپ کے مسائل اوران کا حل)

مسئلہ: یہ واضح رہے کہ حج کے موقع پر مزدلفہ میں فجر کی نمازاندھیرے ہی میں ادا کرنا افضل ہے۔

(ردالمحتار، علم الفقہ)

رمضان المبارک میں اندھیرے میں فجر کی ادائیگی کی وجہ:

عام حالات میں تو فجر کی نماز میں افضل یہی ہے کہ وہ روشنی میں ادا کی جائے، اس میں ایک بڑی حکمت یہ ہے کہ تاخیر سے ادا ہونے کی صورت میں اس میں لوگ کثرت سے جماعت میں شریک ہوسکیں گے کیوں کہ اگر وقت داخل ہوتے ہی اندھیرے میں نمازادا کی جائے تو قوی اندیشہ ہے کہ بہت سے لوگوں کی جماعت رہ جائے۔ لیکن جہاں اندھیرے میں نمازادا کرنے کی صورت میں جماعت میں زیادہ سے زیادہ افراد کی شرکت ہو جاتی ہو اور روشنی میں نمازادا کرنے کی وجہ سے لوگوں کی جماعت فوت ہونے کا اندیشہ ہو جیسا کہ رمضان المبارک میں مشاہدہ ہوتا رہتا ہے تو ایسی صورت میں لوگوں کی رعایت کرتے ہوئے اندھیرے ہی میں فجر ادا کرنا افضل ہے۔(فیض الباری، فتاوی محمودیہ، آپ کے مسائل اوران کا حل)

عورتوں کے لیے نمازِ فجر کا مستحب وقت:

عورتوں کے لیے ہمیشہ اندھیرے ہی میں فجر کی نماز پڑھنا مستحب ہے۔یعنی جیسے فجر کا وقت داخل ہو جائے تو عورتوں کو چاہیے کے فجر کی نمازادا کرلیں، روشنی پھیلنے کا انتظار نہ کریں۔(درمختار مع ردالمحتار، علم الفقہ)

خواتین مسجد کی اذان کی پابند نہیں:

خواتین مسجد کی اذان کی پابند نہیں بلکہ وقت داخل ہوتے ہی وہ نماز ادا کر سکتی ہیں اگرچہ اذان نہ ہوئی ہو، البتہ ان کے لیے افضل یہ ہے کہ فجر تو اندھیرے میں ادا کریں اور باقی نمازیں مردوں کی جماعت ہو جانے کے بعد ادا کر لیا کریں۔ (در مختار، علم الفقہ، آپ کے مسائل اور ان کا حل)

نوٹ: فجر کی نماز کے وقتِ ادا میں کوئی بھی مکروہ وقت نہیں ہے۔

صبح اور طلوعِ آفتاب کے دوران کتنا وقت ہوتا ہے؟

صبح صادق سے طلوعِ آفتاب تک کتنا وقت ہوتا ہے تو اس حوالے سے کوئی خاص وقت تو متعین کرنا مشکل ہے کیوں کہ سال بھر یہ وقت کم و بیش ہوتا رہتا ہے، البتہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صبح صادق سے سورج طلوع ہونے تک اتنا ہی وقت ہوتا ہے جتنا کہ سورج غروب ہونے سے عشا تک ہوتا ہے، گویا کہ دونوں کا درمیانی وقفہ عموماً برابر ہوتا ہے۔(امداد الفتاوی) جیسے کہ 30 جون کو صبح صادق کا وقت 4 بجکر 16 منٹ ہے، جبکہ طلوعِ آفتاب 5 بجکر 45 منٹ ہے، ان کا مجموعی وقت 89 منٹ بنتا ہے، اسی طرح رات کو غروبِ آفتاب کا وقت 7 بجکر 26 منٹ ہے، جبکہ عشا کا وقت 8 بجکر 55 منٹ ہے، ان کا بھی مجموعی وقت 89 منٹ ہے۔ سال بھر یہی تناسب رہتا ہے، کہیں ایک دو منٹ کا فرق آجائے تو عین ممکن ہے، جو کہ معتد بہ فرق نہیں۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص ایسے وقت میں فجر کی نماز ادا کر رہا ہو کہ سورج طلوع ہونے میں تھوڑا سا وقت باقی ہو اور یہ اندیشہ ہو کہ اگر میں فجر کی سنت بھی ادا کروں گا تو فرض نماز کے لیے وقت نہ رہے گا تو ایسی صورت میں وہ سنت ترک کر کے فرض ادا کر لے اور سورج طلوع ہو جانے کے بعد ان سنتوں کی قضا کر لے۔ فجر کی سنتوں کی تفصیلات آگے بیان ہوں گی ان شاء اللہ۔

فجر کی سنت نماز کا وقت اور متعلقہ احکام:

صبح صادق ہوتے ہی فجر کی سنت نماز کا وقت داخل ہو جاتا ہے، اس لیے صبح صادق سے پہلے فجر کی سنت نماز ادا کرنا درست نہیں۔

فجر کی سنت نماز کا وقت فرض نماز سے پہلے ہے:

فجر کی سنت نماز کا وقت فجر کی فرض نماز سے پہلے ہے کیوں کہ فرض نماز کے بعد سورج نکلتے تک فجر کی سنتیں پڑھنا جائز نہیں:

چنانچہ مسند احمد میں ہے کہ:

١٣٠: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ: حَدَّثَنِي أَبُو الْعَالِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: شَهِدَ عِنْدِي رِجَالٌ مَرْضِيُّونَ فِيهِمْ عُمَرُ، وَأَرْضَاهُمْ عِنْدِي عُمَرُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا صَلاةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَلا صَلاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ».

اسی طرح صحیح البخاری میں ہے کہ:

٥٨٦: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ الْجُنْدَعِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا صَلَاةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ، وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغِيبَ الشَّمْسُ».

ان احادیث مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ فجر کی نماز کے بعد سورج طلوع ہونے تک اور عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک (سنت اور نفل) نماز پڑھنا ممنوع ہے۔ اس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی نے سنت پڑھے بغیر ہی فرض ادا کر لی تو فجر کی یہ سنتیں سورج نکلنے کے بعد ہی ادا کی جا سکتی ہیں، اس سے پہلے نہیں، اور سورج نکلنے کے بعد تو وہ قضا ہی کہلائے گی نہ کہ ادا۔ معلوم ہوا کہ فجر کی سنت کا وقت صرف اور

صرف فجر کی فرض نماز سے پہلے ہے، پہلے پڑھ لی تو پڑھ لی، ورنہ تو قضا ہو جاتی ہے۔

فجر کی سنتیں رہ جائیں تو کب ادا کی جا سکتی ہیں؟

جامع الترمذی میں ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے فجر کی سنتیں نہیں پڑھیں تو وہ سورج طلوع ہو جانے کے بعد ادا کر لے۔

یہ حدیث نقل کرنے کے بعد امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسی طرح عمل کیا، اور بعض اہلِ علم کا عمل بھی اسی پر ہے اور امام سفیان ثوری، امام ابن المبارک، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق رحمہم اللہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

اس لیے جس شخص سے فجر کی سنتیں رہ جائیں تو اس کے لیے سورج نکلنے کے بعد اسی دن زوال سے پہلے تک قضا کی نیت سے یہ سنت ادا کرنا بہتر ہے، زوال کے بعد پھر ان کی قضا نہیں۔ (رد المحتار)

فجر کی جماعت کے وقت سنت ادا کرنے کا تفصیلی حکم:

جو شخص ایسے وقت میں مسجد جا رہا ہو کہ اس کو معلوم ہو کہ جماعت کھڑی ہو رہی ہو گی تو اس کو چاہیے کہ گھر میں ہی سنت ادا کر کے جائے، لیکن اگر وہ مسجد چلا جائے اور جماعت شروع ہو چکی ہو تو اگر اس کو جماعت کے ساتھ آخری قعدہ میسر آ سکتا ہے تو سنت ادا کر لے تاکہ جماعت بھی مل جائے اور یہ اہم سنتیں بھی، کیوں کہ اگر ایسے موقع میں سنت کی اجازت نہ دی جائے تو سنت ادا نہیں ہو سکے گی کیونکہ فرض کے بعد تو سنت ادا کرنا درست ہی نہیں، اور ظاہر ہے کہ فجر کی سنتوں کی اہمیت اور مرتبے کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جہاں تک موقع مل سکے اس کو ادا کرنے کی کوشش کی جائے۔ البتہ ساتھ میں یہ بات بھی اہم ہے کہ فجر کی ان سنتوں کی اجازت اس وقت ہے جب وہ جماعت سے دور مسجد کے دروازے کے پاس یا کسی آڑ میں ادا کی جائے لیکن اگر وہ مسجد چھوٹی سی ہو اور اس میں آڑ بھی نہ ہو تو ایسی صورت میں سنت ادا کرنا درست نہیں بلکہ جماعت میں شامل ہونا ضروری ہے۔ (رد المحتار، عالمگیری ودیگر کتب)

(تفصیل ملاحظہ فرمائیں: فجر کی جماعت کے وقت سنت ادا کرنے کا تفصیلی حکم، از مبین الرحمٰن فاضل جامعہ دار العلوم کراچی)

فجر کی نماز قضا ہو جائے تو سنتوں کی ادائیگی کا حکم:

اگر کسی سے فجر کی نماز قضا ہو جائے اور وہ اسی دن زوال سے پہلے پہلے اس کو ادا کرنا چاہتا ہے تو ایسی صورت میں فرض کے ساتھ سنت بھی قضا کی نیت سے ادا کر لینا بہتر ہے، البتہ زوال کے بعد صرف فرض کی قضا ادا کرنی ہو گی نہ کہ سنتوں کی۔(ردالمحتار)

فجر کی سنتوں سے متعلق مروجہ کوتاہیاں:

1۔ مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ جب فجر کی نماز میں جماعت کے ساتھ آخری قعدہ ملنے کی امید ہو تو پہلے سنت ادا کرنی چاہیے ورنہ تو جماعت میں شامل ہو جانا چاہیے، لیکن بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے جب وہ مسجد آتے ہیں تو جماعت کھڑی ہو چکی ہوتی ہے اور امام صاحب آخری قعدے میں ہوتے ہیں تو اس کے باوجود بھی وہ سنت کی نیت باندھ لیتے ہیں حالاں کہ یہ طریقہ ہر گز درست نہیں۔

2۔ دوسری بات یہ ہے کہ فجر کی نماز سے کم از کم اس قدر پہلے بیدار ہو جانا چاہیے کہ فرض سے پہلے پہلے سنت ادا کرنے کا موقع مل سکے اور سنت قضا نہ ہوں۔

ظہر کی نماز کے وقت سے متعلق تفصیلی احکام

ظہر کی نماز کا وقت سمجھنے کے لیے بطورِ تمہید چند امور سمجھنا ضروری ہے تاکہ ظہر کا وقت بخوبی سمجھا جا سکے۔

اِستواء اور زوال کی حقیقت:

سورج طلوع ہونے کے بعد سے لے کر سورج ڈوبنے تک پورے دن کا جتنا بھی وقت ہے ان کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے تو ان دونوں کے درمیانی حصے کو نصف النہار عرفی یعنی آدھا دن کہتے ہیں، یہی وہ وقت ہوتا ہے جب سورج خطِ استواء سے گزر رہا ہوتا ہے، یعنی اس وقت سورج ہمارے سیدھ میں اوپر آسمان کے بیچ میں ہوتا ہے، جب سورج اس کیفیت سے گزر کر مغرب کی طرف ڈھلنے لگتا ہے تو اس کو زوال کہتے ہیں۔ شریعت کی نگاہ میں یہ نصف النہار یعنی سورج کے استواء کا وقت مکروہ وقت کہلاتا ہے۔ چوں کہ سورج تو استواء کے وقت ٹھہرتا نہیں بلکہ وہ اپنا سفر مسلسل جاری رکھے ہوئے ہوتا ہے، اس لیے استواء کا یہ وقت بہت ہی مختصر ہوتا ہے، جو کہ ایک منٹ سے بھی کم وقت میں پورا ہو جاتا ہے۔ البتہ احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اوقاتِ نماز کے نقشوں میں جو زوال کا وقت لکھا ہوا ہوتا ہے اس سے چند منٹ پہلے اور چند منٹ بعد کے وقت کو مکروہ وقت شمار کرتے ہوئے نماز نہ پڑھی جائے، بعض حضرات نے سہولت کے خاطر زوال کے وقت سے 5 منٹ پہلے اور 5 منٹ بعد احتیاط کرنے کی ترغیب دی ہے۔

(جامع الترمذی، حدیث: 1030، آپ کے مسائل اور ان کا حل، نفل اور سنت نمازوں کے فضائل اور احکام، عمدۃ الفقہ، دائمی نقشہ اوقاتِ نماز از جامعہ دارالعلوم کراچی)

استواء یا زوال کا وقت معلوم کرنے کا آسان طریقہ:

آجکل مستند اہلِ علم کی جانب سے اوقاتِ نماز کے نقشے شائع ہو چکے ہیں، جس کی وجہ سے اوقات کو پہچاننے میں مشکلات نہیں رہی، اس لیے مروجہ معتبر نقشوں سے دیگر اوقات کی طرح سورج کے استواء اور زوال کا وقت بآسانی معلوم کیا جا سکتا ہے۔ البتہ اس کے علاوہ اگر کوئی یہ اوقات معلوم کرنا چاہے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ دھوپ میں ایک لکڑی نصب کی جائے، سورج چوں کہ مشرقی جانب ہوگا اس لیے لکڑی کا

سایہ مغربی جانب ہو گا، جیسے جیسے سورج مغرب کی طرف سفر کرتا جائے گا تو اس لکڑی کا سایہ سمٹتا یعنی کم ہوتا جائے گا، جب لکڑی کا سایہ کم ہوتے ہوتے مزید کم ہونا بند ہو جائے تو یہی وقت سورج کے استواء کا ہوتا ہے کہ سورج لکڑی کے سیدھ میں آچکا ہوتا ہے اور یہی عرفاً آدھا دن کہلاتا ہے، ضمن میں یہ اہم بات یاد رکھیے کہ اس استواء کے وقت لکڑی کا جتنا سایہ ہوتا ہے اس کو "سایہ اصلی" کہتے ہیں، یہ سایہ اصلی ناپ لیا جائے، اس کا ذکر آگے آرہا ہے ان شاءاللہ۔ جب سورج لکڑی سے مغربی جانب سفر شروع کرے گا تو لکڑی کا سایہ مشرقی سمت ایک بار پھر بڑھنا شروع ہو جائے گا، جب سایہ بڑھتے بڑھتے اتنا ہو جائے کہ اُس سایہ اصلی کے علاوہ اس لکڑی جتنا ہو جائے تو اس کو "مِثلِ اول" یعنی ایک مثل کہتے ہیں اور جب دوگنا ہو جائے تو اس کو "مِثلِ ثانی"، مثلَین اور دو مثل کہا جاتا ہے۔ یہ باتیں اچھی طرح ذہن نشین کرلی جائیں تاکہ آگے بیان ہونے والی تفصیلات بآسانی سمجھی جاسکیں۔ (امداد الفتاوی، عمدۃ الفقہ و دیگر کتب)

ظہر کی نماز کا وقتِ ادا:

جب سورج استواء سے مغرب کی جانب ڈھل جائے یعنی زوال ہو جائے تو اسی سے ظہر کی نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے، اور جب سایہ اصلی کو چھوڑ کر ہر چیز کا سایہ دو مثل یعنی دوگنا ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے، یہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے، اسی کو حضرات اکابر نے اختیار کیا ہے اور مروجہ اوقاتِ نماز کے نقشوں میں اسی کو اختیار کیا گیا ہے، البتہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک جب سایہ اصلی کو چھوڑ کر ہر چیز کا سایہ ایک مثل یعنی اسی جتنا ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور یہی دیگر متعدد ائمہ کرام کا مذہب ہے۔ گویا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ظہر کا آخری وقت سایہ اصلی کو چھوڑ کر مثلَین یعنی دو مثل ہے جبکہ امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک ایک مثل ہے۔

ظہر کے آخری وقت میں ائمہ کرام کے باہمی اختلاف کے نتائج اور فوائد آگے بیان ہوں گے ان شاءاللہ۔

ظہر کی نماز کا وقتِ مستحب:

ویسے تو ظہر کی نماز زوال سے لے کر مثلین تک جب بھی ادا کی جائے تو ادا ہی شمار ہوتی ہے البتہ اس کا

مستحب وقت یہ ہے کہ سردی میں زوال کے بعد جلد ادا کی جائے، جبکہ گرمیوں میں اس قدر تاخیر سے ادا کی جائے کہ سورج کی شدت میں کمی واقع ہو، البتہ مثل اول سے پہلے ہی ادا کر دی جائے۔

ظہر کے مستحب وقت کی رعایت کے فوائد:

ظہر کا یہ مستحب وقت صحیح اور صریح احادیث سے ثابت ہے، اس پر عمل پیرا ہونے کے چند فوائد یہ ہیں:

- ظہر کے مستحب وقت کی رعایت کرنے سے احادیث کی پیروی نصیب ہو جاتی ہے۔
- ظہر کے مستحب وقت کی رعایت کرنے سے ثواب میں اضافہ ہوتا ہے۔
- ظہر کے مستحب وقت کی رعایت کرنے میں موسم کے اعتبار سے لوگوں کے لیے سہولت بھی ہے۔
- مستحب وقت کی رعایت میں جب وقت تبدیل ہوتا رہے گا تو عوام ظہر کی نماز کے وقت سے متعلق اعتقادی اور نظریاتی بگاڑ سے بخوبی محفوظ رہیں گے اور کسی ایک وقت کو لازم نہیں سمجھیں گے، واضح رہے کہ عوام کا نظریاتی اور اعتقادی تحفظ بھی اہلِ علم کی ذمہ داری ہے، كما لا يخفى على من طالع كتب الفقه۔

ظہر کے مستحب وقت سے متعلق اہم تنبیہ:

ظہر کے وقتِ ادا اور وقتِ مستحب کی تفصیل سے معلوم ہوا کہ ماحول اور معاشرے کی رعایت کرتے ہوئے ظہر کے لیے کوئی بھی مناسب وقت مقرر کیا جاسکتا ہے البتہ اس میں مستحب وقت کی رعایت حتی الوسع ہونی چاہیے۔ آجکل بہت سی مساجد میں سالہا سال سے ظہر کا ایک مخصوص وقت جیسے ڈیڑھ بجے ہی مقرر ہوتا ہے۔۔۔۔ جیسا کہ بعض دفاتر وغیرہ کے ماحول میں اس کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔۔۔۔ تو یہ واضح رہے کہ یہ کوئی ضروری نہیں کہ اس کو تبدیل کرنا جائز نہ ہو، بلکہ اگر ماحول کی مناسبت سے یہی خاص وقت ناگزیر ہو تو اس میں کوئی حرج بھی نہیں، اور جہاں کسی وجہ سے وقتاً فوقتاً ظہر کا وقت تبدیل کرنے کا معمول ہو تو اس میں کوئی حرج بھی نہیں اور نہ ہی یہ قابلِ اعتراض ہے، بلکہ مستحب وقت کی رعایت کے اعتبار سے یہ بہتر بھی ہے۔
(تفصیل ملاحظہ فرمائیں: رد المحتار، ہندیہ، امداد الفتاوی، آپ کے مسائل اور ان کا حل، عمدۃ الفقہ و دیگر کتب)

ظہر کی سنتوں کا وقت:

ظہر کی سنتوں کا وقت وہی ہے جو ظہر کا ہے، البتہ ظہر کے فرض سے پہلے کی سنتیں اگر کسی سے رہ گئیں تو بہتر طریقہ یہ ہے کہ فرض کے بعد پہلے دو رکعت سنت ادا کرے، پھر وہی چار رکعات سنت ادا کرے، لیکن اگر کسی نے پہلے چار ادا کیں تب بھی درست ہے۔(رد المحتار ودیگر کتب)

جمعہ کی نماز کے وقت سے متعلق تفصیلی احکام

جمعہ کی نماز کا وقتِ ادا:

جمعہ کی نماز کا وقت وہی ہے کہ جو ظہر کی نماز کا وقت ہے کہ سورج ڈھلتے ہی جیسے ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اسی طرح جمعہ کی نماز کا وقت بھی شروع ہو جاتا ہے، اور جب ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے تو جمعہ کی نماز کا وقت بھی ختم ہو جاتا ہے۔ جمعہ کی نماز جب قضا ہو جائے تو ایسی صورت میں قضا کے طور پر ظہر ہی کی چار رکعات فرض ادا کی جائے گی۔

جمعہ کی نماز کا وقتِ مستحب:

جمعہ کی نماز میں تعجیل یعنی جلد ادائیگی مسنون ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ زوال کے بعد جتنی جلدی ہو سکے اسے ادا کیا جائے، واضح رہے کہ جمعہ کی نماز کا یہ مسنون وقت سال بھر کے لیے چاہے کوئی بھی موسم ہو، یعنی سردی ہو یا گرمی ہر حال میں تعجیل مسنون ہے۔

جمعہ کی نماز کے وقت سے متعلق مروجہ غلطیوں کا ازالہ:

1۔ بعض مساجد میں جمعہ کی نماز میں سال بھر میں کافی تاخیر کر دی جاتی ہے جس کی وجہ سے جہاں مسنون وقت کی رعایت سے محرومی ہو جاتی ہے وہاں اذانِ اول کے بعد لوگ سعی الی الجمعہ پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے گناہ گار ہوتے ہیں، حالاں کہ اس تاخیر کے لیے ان کے پاس کوئی معقول عذر بھی نہیں ہوتا۔

2۔ بعض مساجد میں ترتیب یوں ہوتی ہے کہ اذانِ اول کے کافی وقفہ کے بعد بیان شروع کیا جاتا ہے اور پھر

بیان بھی کافی طویل کر لیا جاتا ہے، اس طرح گویا اذان سے لے کر نماز کے اختتام تک کافی طویل وقت خرچ ہو جاتا ہے، جبکہ اس قدر طویل دورانیہ اور وہ بھی اذان اول کے بعد نامناسب ہے کیوں کہ اس کی وجہ سے لوگ اذانِ اول کے بعد سعی الی الجمعہ چھوڑنے کے باعث گناہ گار ہوتے ہیں، کیا معاشرے کو اجتماعی طور پر گناہ میں مبتلا کرنا عقلمندی کا تقاضا ہو سکتا ہے جبکہ اس کا سبب بھی ان مساجد کی نامناسب پالیسی ہو؟؟؟ پھر بعض مساجد میں سعی الی الجمعہ چھوڑنے کے گناہ سے بچنے کے لیے بیان پہلے کرتے ہیں اور اذانِ اول بعد میں دیتے ہیں، اس میں اگرچہ ترکِ سعی کا گناہ نہیں ہے لیکن جمعہ کی تاخیر اس میں بھی کر دی جاتی ہے۔

ان غلطیوں کا صحیح حل:

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دام ظلہم فرماتے ہیں:

اصل خرابی یہاں سے پیدا ہوئی ہے کہ جمعہ کو اس کے وقتِ مستحب (تعجیل) سے بہت مؤخر کر دیا گیا ہے، اول اس بات کی ترغیب کی ضرورت ہے کہ تعجیلِ جمعہ کی سنت کو زندہ کیا جائے۔

دوسرے: اذانِ اول اور اذانِ ثانی کے درمیان طویل فصل نہ ہو، اس کی صورت یا تو یہ ہے کہ تقریر زوال سے پہلے کی جائے اور زوال کے متصل بعد اذانِ اول اور دس پندرہ منٹ بعد اذانِ ثانی ہو، یا پھر تقریر اذانین کے درمیان ہو تو پندرہ بیس منٹ سے زیادہ نہ ہو، مفصل تقریر جمعہ کے بعد یا زوال سے پہلے یا اذان اول سے پہلے ہو۔ اردو تقریر کے بارے میں یہ اندیشہ ہے کہ لوگ تقریر سنتے نہیں۔ جو لوگ تقریر سنتے ہیں وہ پہلے آجاتے ہیں اور جو نہیں سننا چاہتے وہ محض اذانِ اول کی وجہ سے عموماً نہیں آتے بلکہ اذان ثانی کا انتظار کرتے ہیں اور گناہگار ہوتے ہیں۔

اس تحریر کی تائید میں مفتی اعظم پاکستان مفتی رفیع عثمانی صاحب کی رائے ملاحظہ فرمائیں:

مذکورہ بالا تحریر ناچیز کی رائے میں درست ہے اور دار العلوم کراچی کے دار الافتاء سے جو فتویٰ جاری ہوا اور البلاغ میں جاری ہوا وہ بھی درست ہے البتہ احقر کے نزدیک اذانین کے درمیان وقفہ نصف گھنٹہ کا بھی ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں، جس میں بیس پچیس منٹ تقریر اور پانچ منٹ سنتوں کے لیے مل سکتے ہیں اور لوگوں کے لیے اس میں ان شاء اللہ دشواری نہیں ہوگی اور جو گناہ سے بچنا چاہے گا وہ دشواری کے بغیر بچ سکے گا۔ (فتاوی عثمانی جلد 1) یقیناً اس تحریر میں بہت بڑا سبق اور حل ہے منصف مزاج لوگوں کے لیے۔

عصر کی نماز کے وقت سے متعلق تفصیلی احکام

عصر کی نماز کا وقتِ ادا:

ظہر کا وقت ختم ہوتے ہی عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور یہ مغرب تک رہتا ہے کہ جیسے ہی مغرب کا وقت شروع ہو جائے تو عصر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

وضاحت: ظہر کے آخری وقت میں حضرات ائمہ کرام کا اختلاف بیان ہو چکا کہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک زوال کے سایہ اصلی کو چھوڑ کر جب ہر چیز کا سایہ دوگنا ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے جبکہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما مثلِ اول کے قائل ہیں جیسا کہ تفصیل بیان ہو چکی، گویا کہ امام اعظم کے نزدیک دو مثل ہونے پر ظہر کا وقت ختم اور عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور یہی راجح ہے، ہمارے ہاں مروجہ اوقاتِ نماز کے نقشوں میں اسی قول کو اختیار کیا گیا ہے، جبکہ امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک ایک مثل ہونے پر ظہر کا وقت ختم اور عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور یہی جمہور ائمہ کرام کا مذہب ہے۔ (رد المحتار، عمدۃ الفقہ)

ظہر کے آخری وقت اور عصر کے ابتدائی وقت سے متعلق حضرات ائمہ کے اختلاف کے فوائد

1۔ ظہر اور عصر کے وقت میں راجح قول تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، البتہ جہاں تک احتیاط کی بات ہے تو ظہر کے آخری وقت میں محتاط قول امام ابو یوسف اور امام محمد کا ہے جبکہ عصر کے ابتدائی وقت میں محتاط قول امام ابو حنیفہ کا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ ظہر کی نماز مثلِ اول سے پہلے پہلے ادا کرنے کی کوشش کی جائے جبکہ عصر کی نماز مِثلَین کے بعد ادا کرنے کی کوشش کی جائے تاکہ یہ دونوں نمازیں تمام ائمہ کرام کے نزدیک درست اور ادا شمار ہوں کیوں کہ جب ظہر کی نماز مثلِ اول کے بعد ادا کی جائے گی تو امام اعظم کے نزدیک تو ادا شمار ہو گی لیکن دیگر ائمہ کرام کے نزدیک قضا شمار ہو گی، اسی طرح اگر عصر کی نماز مثلین سے پہلے ادا کی جائے تو امام اعظم کے نزدیک یہ درست نہیں کیوں کہ اب تک ان کے نزدیک وقت ہی داخل نہیں ہوا، جبکہ دیگر ائمہ کے نزدیک نماز ادا شمار ہو گی کیوں کہ ان کے نزدیک وقت داخل ہو چکا ہے۔

2۔ جیسا کہ بیان ہوا کہ راجح قول امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، البتہ شدید مجبوری میں دیگر ائمہ کرام کے قول پر عمل کرنے کی گنجائش ہے۔

عصر کا وقتِ مستحب:

عصر کو تاخیر سے پڑھنا افضل ہے، تاخیر کا مطلب یہ ہے کہ عصر کی نماز ایسے وقت میں ادا کی جائے کہ سنت طریقے سے نماز مکمل کرنے کے بعد بھی اتنا وقت ہو کہ اگر نماز فاسد ہونے کی صورت میں یہ نماز دہرانی پڑے تو اسی طرح مسنون طریقے سے اس کا اعادہ کیا جاسکے۔ البتہ اتنی تاخیر جائز نہیں کہ عصر کا مکروہ وقت داخل ہو جائے۔ (فتاوی عثمانی، عمدۃ الفقہ، رد المحتار)

عصر کا وقتِ مکروہ:

ویسے تو عصر کا وقت مغرب تک رہتا ہے، مغرب کا وقت شروع ہوتے ہی عصر کی نماز قضا ہو جاتی ہے، البتہ عصر کی نماز میں بلا عذر اس قدر تاخیر کرنا گناہ ہے کہ سورج پیلا پڑ جائے اور اس کی طرف سہولت سے دیکھا جاسکے، جب سورج کی یہ حالت ہو جائے تو عصر کا مکروہ وقت شروع ہو جاتا ہے، اور یہ آخری تقریباً پندرہ منٹ ہوتے ہیں، یعنی یہ آخری پندرہ منٹ وقتِ مکروہ کہلاتے ہیں۔ (رد المحتار، عمدۃ الفقہ)

عصر کے وقتِ مکروہ میں عصر کی نماز ادا کرنے کا حکم:

اوپر بیان ہوا کہ عصر کی نماز میں بلا عذر اس قدر تاخیر کرنا گناہ ہے کہ مکروہ وقت داخل ہو جائے، البتہ اگر کسی نے عصر کی نماز ادا نہیں کی یہاں تک کہ عصر کا مکروہ وقت داخل ہو گیا تو ایسی صورت میں وہ اسی مکروہ وقت ہی میں نماز ادا کرے گا اور یہ نماز ادا ہی شمار ہو گی نہ کہ قضا۔ (عمدۃ الفقہ، رد المحتار)

عصر کی نماز کے دوران سورج غروب ہو جائے تو نماز کا حکم:

اگر کسی نے عصر کی نماز شروع کی اور نماز کے دوران ہی سورج غروب ہو گیا اور مغرب کا وقت داخل ہو گیا تو ایسی صورت میں وہ اپنی نماز مکمل کرے، یہ نماز بھی ادا ہی شمار ہو گی نہ کہ قضا۔ (رد المحتار)

مغرب کی نماز کے وقت سے متعلق تفصیلی احکام

مغرب کی نماز کا وقتِ ادا:

جیسے ہی عصر کا وقت ختم ہو جائے تو مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے، مغرب کا وقت عشا تک رہتا ہے، عشا کا وقت شروع ہوتے ہی مغرب کی نماز قضا ہو جاتی ہے۔(عمدۃ الفقہ، رد المحتار)

مغرب کی نماز کا وقتِ مستحب:

مغرب کی نماز کا مستحب وقت یہ ہے کہ وقت داخل ہو جانے کے بعد جس قدر جلدی ہو سکے اس کو ادا کر لیا جائے، یہی افضل ہے۔(عمدۃ الفقہ، رد المحتار)

مغرب کی نماز کا مکروہ وقت:

مغرب کی نماز میں کسی مجبوری کے بغیر اس قدر تاخیر کرنا گناہ ہے کہ اندھیرا پھیل جائے اور تارے نکل آئیں یعنی عشا کا وقت قریب آجائے، اس کو مغرب کا مکروہ وقت کہتے ہیں، البتہ اس وقت ادا کی جانے والی مغرب کی نماز ادا ہی شمار ہو گی۔(عمدۃ الفقہ، رد المحتار)

مغرب کی اذان اور جماعت کے مابین وقفہ کرنے کا حکم:

مغرب کی نماز سے متعلق شریعت کا مزاج یہ ہے کہ وقت داخل ہو جانے کے بعد جس قدر جلدی ہو سکے اس کو ادا کر لیا جائے، البتہ اگر اذان اور جماعت کے دوران دو تین منٹ کا وقفہ دے دیا جائے تا کہ لوگ سہولت کے ساتھ جماعت میں شرکت کر سکیں تو یہ جائز بلکہ دورِ حاضر کو مد نظر رکھتے ہوئے مفید بھی ہے۔ البتہ رمضان میں اس قدر وقفہ کرنا درست ہے کہ لوگ گھروں میں افطاری کر کے جماعت میں شامل ہو سکیں، البتہ اس قدر تاخیر نہ کی جائے کہ مکروہ وقت داخل ہونے لگے۔(امداد الفتاوی، عمدۃ الفقہ، رد المحتار)

مغرب کی اذان کے بعد نفل کے لیے وقت مقرر کرنے کا حکم:

مغرب کی نماز سے متعلق شریعت کا مزاج یہ ہے کہ وقت داخل ہو جانے کے بعد جس قدر جلدی ہو سکے اس کو ادا کر لیا جائے، اس لیے مغرب کی نماز کا وقت داخل ہو جانے کے بعد یا مغرب کی اذان ہو جانے کے بعد نفل پڑھنے کے لیے باقاعدہ وقت مقرر کرنا مناسب نہیں، اور نا ہی یہ سنت کا تقاضا ہے، البتہ جن مساجد میں اذان اور اقامت کے درمیان دو تین منٹ کا وقفہ دیا جاتا ہو اور وہاں کوئی شخص جلدی سے جماعت کھڑی ہونے سے پہلے نفل ادا کر لیتا ہے تو یہ جائز ہے لیکن کوشش کی جائے کہ نہ تو نفل کی وجہ سے جماعت میں تاخیر ہو، نہ جماعت کھڑی ہونے میں خلل آئے اور جماعت کھڑی ہونے سے پہلے پہلے نفل نماز مکمل کر لی جائے۔

(مسند البزار حدیث: ۴۴۲۲، فیض القدیر حدیث: ۳۱۶۹، اعلاء السنن)

مغرب کی نماز کا آخری وقت:

سورج غروب ہو جانے کے بعد جب تک مغربی جانب شفق موجود ہو جاتا ہے تو مغرب کا وقت باقی رہتا ہے لیکن جب شفق غائب ہو جائے تو مغرب کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ یہاں تک تو ائمہ احناف کے مابین اتفاق ہے، البتہ شفق کسے کہتے ہیں اس میں اختلاف ہے، امام محمد اور امام ابو یوسف کے نزدیک شفق سے مراد شفقِ احمر ہے یعنی اس سے مراد وہ سرخی ہے جو سورج غروب ہو جانے کے بعد مغربی جانب افق پر موجود رہتی ہے، جبکہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک شفق سے مراد شفقِ ابیض ہے یعنی وہ سفیدی اور روشنی ہے جو اس سرخی کے ختم ہو جانے کے بعد مغربی جانب افق پر موجود رہتی ہے۔ یہ سفیدی صبح صادق کی روشنی کی طرح افق میں چوڑائی میں عرضاً یعنی شمالاً وجنوباً پائی جاتی ہے، جس طرح صبح صادق اس وقت طلوع ہوتا ہے جب سورج 18 ڈگری زیرِ افق ہوتا ہے اسی طرح عشا کا وقت بھی اس وقت شروع ہوتا ہے جب سورج اٹھارہ ڈگری زیرِ افق ہوتا ہے۔ (عمدۃ الفقہ، رد المحتار و دیگر کتب)

مغرب کے آخری وقت سے متعلق راجح اور محتاط قول:

مغرب کے آخری وقت سے متعلق راجح قول امام اعظم کا ہے کہ شفقِ ابیض ختم ہوتے ہی مغرب کا وقت ختم ہو جاتا ہے، البتہ محتاط قول دیگر ائمہ کا ہے کہ مغرب کی نماز شفقِ احمر غروب ہونے سے پہلے ہی ادا کر لی جائے۔ (عمدۃ الفقہ، رد المحتار)

عشا کے وقت سے متعلق تفصیلی احکام

عشا کا وقتِ ادا:

مغرب کا وقت ختم ہوتے ہی عشا کا وقت شروع ہو جاتا ہے، عشا کا وقت فجر تک رہتا ہے، فجر کا وقت شروع ہوتے ہی عشا کی نماز قضا ہو جاتی ہے۔

وضاحت:

عشا کے وقت میں امام اعظم رحمہ اللہ کا قول راجح اور محتاط ہے اور مروجہ نقشوں میں اسی کو اختیار کیا گیا ہے۔ البتہ شدید مجبوری میں امام محمد اور امام ابو یوسف کے قول پر عمل کرنے کی گنجائش ہے۔

عشا کا وقتِ مستحب، مباح اور مکروہ:

عشا کو ایک تہائی رات تک مؤخر کرنا مستحب ہے، یعنی مغرب سے لے کر صبح صادق تک جتنا وقت ہے اس کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے تو شروع کی ایک تہائی رات تک تاخیر مستحب ہے، البتہ اگر لوگوں کے لیے اس قدر تاخیر گرانی کا باعث ہو جس کی وجہ سے جماعت میں لوگوں کی شرکت متاثر ہوتی ہو تو اس سے پہلے جماعت ادا کر لی جائے کیوں کہ تکثیرِ جماعت مطلوب ہے۔ عشا کی نماز آدھی رات تک مباح ہے، پھر اس کے بعد تک بلاعذر مؤخر کرنا مکروہ ہے۔

وتر کا وقت:

جو وقت عشا کا ہے وہی وتر کا ہے، البتہ وتر کو عشا سے پہلے ادا کرنا جائز نہیں۔ البتہ اگر کسی نے بھول کر عشا سے پہلے وتر ادا کر لی تو ادا ہو جائے گی، اسی طرح اگر وتر ادا کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ عشا کی فرض نماز تو فاسد ہو گئی تھی تو ایسی صورت میں بھی وتر کا اعادہ نہیں۔ (رد المحتار، فتاوی عالمگیری، عمدۃ الفقہ ودیگر کتب)

تراویح کا وقت

1: یکم رمضان المبارک کی رات سے تراویح کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور رمضان کے آخر تک رہتا ہے، یعنی رمضان کی ہر رات تراویح پڑھنا سنتِ مؤکدہ ہے۔

2: تراویح کا وقت عشا کی فرض نماز کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور فجر تک رہتا ہے، فجر کا وقت داخل ہوتے ہی تراویح کی نماز کا وقت ختم ہو جاتا ہے، اس لیے اگر کسی شخص نے فجر سے پہلے تراویح نہیں پڑھی تو فجر کے بعد اس کی قضا نہیں، البتہ بلا عذر تراویح ترک کرنے پر استغفار کرنا چاہیے۔

3: اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص ڈیوٹی یا کسی اور عذر کی وجہ سے عشا کی نماز کے ساتھ تراویح ادا نہ کر سکے تو اسے چاہیے کہ صبح صادق تک جب بھی موقع ملے تو تراویح ادا کرنے کی کوشش کرے اور پوری رات میں اس قدر وقت نکال لے کہ جس میں تراویح ادا کی جاسکتی ہو۔

4: جس شخص سے تراویح کی دو یا زیادہ رکعات چلی جائیں تو اگر وتر سے پہلے ان کو ادا کرنے کا موقع مل رہا ہو تو وتر سے پہلے ہی ادا کر لے ورنہ تو وتر کے بعد فجر سے پہلے پہلے کسی بھی وقت ادا کر لے۔ (رد المحتار، فتاویٰ بزازیہ، الاختیار، فتح القدیر، قاضی خان، بدائع الصنائع، محمودیہ)

5: تراویح کے بعد معلوم ہوا کہ عشا کی نماز فاسد ہو چکی ہے تو ایسی صورت میں عشا کی نماز کے ساتھ ساتھ تراویح بھی دوبارہ ادا کرنی ہوگی۔ (الحلبی الکبیر، فتاویٰ محمودیہ)

عیدین کی نماز کے وقت سے متعلق تفصیلی احکام

1۔ سورج نکلنے کے بعد جب اشراق کا وقت ہو جائے تو عیدین کی نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے، جو کہ زوال سے پہلے تک رہتا ہے۔اس دوران کسی بھی وقت عیدین کی نماز ادا کی جاسکتی ہے۔البتہ مستحب یہ ہے کہ عید الاضحیٰ کی نماز عید الفطر کی نماز کے مقابلے میں جلدی ادا کی جائے تاکہ لوگ نماز سے فارغ ہو جانے کے بعد سہولت کے ساتھ قربانی کر سکیں، اس میں دوسرا فائدہ یہ ہے کہ قربانی کرنے والے حضرات جو عید کے دن اپنی قربانی کے جانور سے کھانے کی ابتدا کرنا چاہتے ہیں تو وہ بھی جلدی سے قربانی سے فارغ ہو کر سہولت سے اس مستحب پر عمل کر سکیں گے۔

2۔ عید الفطر کی نماز اگر شدید عذر کی وجہ سے عید کے پہلے دن زوال سے پہلے تک ادا نہیں کی گئی تو ایسی صورت میں عید کے دوسرے دن اشراق کے وقت سے لے کر زوال سے پہلے تک عید الفطر کی نماز ادا کی جاسکتی ہے، اور اگر دوسرے دن بھی ادا نہ کی جاسکی تو پھر اس کے بعد ادا کرنا جائز نہیں۔ لیکن اگر کسی عذر کے بغیر عید کے پہلے دن نماز ادا نہ کی جاسکی تو ایسی صورت میں عید کے دوسرے دن ادا نہیں کی جاسکتی، ایسی صورت میں توبہ اور استغفار کا اہتمام کرنا چاہیے۔

3۔ عید الاضحیٰ کی نماز میں افضل تو یہی ہے کہ پہلے دن ادا کرلی جائے، البتہ یہ نماز عید کے تیسرے دن تک ادا کی جاسکتی ہے کہ اشراق کے وقت سے لے کر زوال تک کسی بھی وقت ادا کرلی جائے، البتہ بلا عذر اس قدر مؤخر کرنا مکروہ ہے۔

جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

وَوَقْتُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ من حِينِ تَبْيَضُّ الشَّمْسُ إلَى أَنْ تَزُولَ كَذَا في السِّرَاجِيَّةِ وَكَذَا في التَّبْيِينِ وَالْأَفْضَلُ أَنْ يُعَجِّلَ الْأَضْحَى وَيُؤَخِّرَ الْفِطْرُ كَذَا في الْخُلَاصَةِ... وَتُؤَخَّرُ صَلَاةُ عِيدِ الْفِطْرِ إلَى الْغَدِ إذَا مَنَعَهُمْ من إقَامَتِهَا عُذْرٌ بِأَنْ غُمَّ عليهم الْهِلَالُ وَشُهِدَ عِنْدَ الْإِمَامِ بَعْدَ الزَّوَالِ أو قَبْلَهُ بِحَيْثُ لَا يُمْكِنُ جَمْعُ الناس قبل الزَّوَالِ أو

صَلَّاهَا فِي يَوْمِ غَيْمٍ فَظَهَرَ أنها وَقَعَتْ بَعْدَ الزَّوَالِ وَلَا تُؤَخَّرُ إلَى بَعْدِ الْغَدِ وَالْإِمَامُ لو صَلَّاهَا مع الْجَمَاعَةِ وَفَاتَتْ بَعْضَ الناس لَا يَقْضِيهَا من فَاتَتْهُ خَرَجَ الْوَقْتُ أو لم يَخْرُجْ هَكَذَا فِي التَّبْيِينِ وإذا حَدَثَ عُذْرٌ يَمْنَعُ من الصَّلَاةِ فِي يَوْمِ الْأَضْحَى صَلَّاهَا من الْغَدِ وَبَعْدَ الْغَدِ وَلَا يُصَلِّيهَا بَعْدَ ذلك كَذَا فِي الْجَوْهَرَةِ النَّيِّرَةِ ثُمَّ الْعُذْرُ هَهُنَا لِنَفْيِ الْكَرَاهَةِ حتى لو أَخَّرُوهَا إلَى ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ من غَيْرِ عُذْرٍ جَازَتْ الصَّلَاةُ وقد أَسَاءُوا وفي الْفِطْرِ لِلْجَوَازِ حتى لو أَخَّرُوهَا إلَى الْغَدِ من غَيْرِ عُذْرٍ لَا يَجُوزُ هَكَذَا فِي التَّبْيِينِ وَوَقْتُهَا من الْغَدِ كَوَقْتِهَا من الْيَوْمِ الْأَوَّلِ كَذَا فِي التَّتَارْخَانِيَّة... (الْبَابُ السَّابِعَ عَشَرَ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ)

دو فرض نمازوں کو ایک ہی وقت میں جمع کرنے کا حکم:

دو فرض نمازوں کو ایک ہی وقت میں جمع کرنے کی متعدد صورتیں ہیں:

1: اگلی فرض نماز کو مقدّم کرکے وقتی نماز کے وقت میں دونوں ادا کی جائیں، جیسے عصر کو مقدم کرکے ظہر ہی کے وقت میں ادا کی جائے تو یہ حرام ہے، البتہ حج کے موقع پر عرفات کے میدان میں اس کا حکم مختلف ہے۔

2: جان بوجھ کر بلا عذر نماز قضا کرلینا کہ اگلی نماز کے وقت میں دونوں ادا کرلوں گا جیسے مغرب کو قضا کرکے عشا کے وقت میں ادا کیا جائے تو اس نیت سے نماز قضا کرنا بھی حرام ہے، لیکن جب نماز قضا کردی تو اب ظاہر ہے کہ اس کو اگلی نماز کے وقت میں ادا کرنا جائز ہے۔ البتہ حج کے موقع پر مزدلفہ میں اس کا حکم مختلف ہے۔

3: کوئی نماز قضا ہوجائے تو اس کو اگلی نماز کے وقت میں ادا کرنا جائز ہے۔

4: وقتی نماز کو مؤخر کرکے آخری وقت تک لے جانا اور اگلی نماز کو مقدم کرکے اول وقت میں ادا کرنا تو یہ ناجائز تو نہیں البتہ مناسب یہی ہے کہ ہر نماز اپنے مناسب بلکہ مستحب وقت پر ادا کی جائے خصوصا جب وقتی نماز میں اس قدر تاخیر کی جائے کہ مکروہ وقت داخل ہوجائے تو بلا عذر یہ جائز نہیں، البتہ مسافر، مریض اور صاحبِ عذر کے لیے مجبوری کی وجہ سے اس پر عمل کرنے میں حرج نہیں۔ (رد المحتار، عمدۃ الفقہ ودیگر کتب)

نفل نمازوں کے اوقات اور ان کے تفصیلی احکام

اشراق کی نماز کا وقت:

جب سورج طلوع ہو جائے تو اشراق کا وقت شروع ہو جاتا ہے، اور یہی اس کا افضل وقت ہے، البتہ اشراق کی نماز سورج نکلنے کے بعد سے لے کر زوال سے پہلے تک کسی بھی وقت ادا کی جاسکتی ہے۔(الموسوعۃ الفقہیۃ، نفل وسنت نمازوں کے فضائل واحکام از مفتی رضوان صاحب)

چاشت کی نماز کا وقت:

چاشت کی نماز سورج طلوع ہونے سے لے کر زوال سے پہلے تک کسی بھی وقت ادا کرنا جائز ہے البتہ اس کا افضل وقت دن کا چوتھائی حصہ گزر جانے کے بعد ہے کہ سورج طلوع ہونے سے لے کر سورج غروب ہونے تک جتنا بھی وقت ہے اس کو چار حصوں میں تقسیم کر دیں تو اس کا پہلا چوتھائی حصہ جب گزر جائے تو یہ چاشت کا افضل وقت ہے۔(البحر الرائق، عالمگیری)

اوابین کی نماز کا وقت:

اس کا وقت مغرب سے لے کر عشا تک ہے۔(الموسوعۃ الفقہیۃ)

تہجد کی نماز کا وقت:

1۔ ویسے تو عشا کی نماز کے بعد سے لے کر صبح صادق ہونے تک کسی بھی وقت تہجد کی نماز ادا کی جاسکتی ہے، لیکن تہجد کا افضل وقت رات کا آخری تہائی حصہ ہے کہ سورج غروب ہونے سے لے کر صبح صادق تک رات کا جتنا بھی وقت ہے اس کو تین حصے کر دیں تو آخری تیسرا حصہ اس کے لیے بہترین وقت ہے۔

2۔ اگر کوئی شخص رات کو نفل نماز ادا کرنا چاہتا ہے تو اس کے لیے بہتر یہی ہے کہ وہ وتر سے پہلے ہی ادا کر لے، لیکن اگر کسی نے وتر کے بعد نفل ادا کر لی تب بھی جائز ہے۔(رد المحتار، عمدۃ الفقہ)

تحیۃ الوضو کی نماز کا وقت:

جب بھی وضو کیا جائے اور مکروہ وقت نہ ہو تو یہ نماز ادا کی جاسکتی ہے۔(ردالمحتار، عمدۃ الفقہ)

تحیۃ المسجد کی نماز کا وقت:

1۔جب بھی مسجد میں داخلہ ہو تو بہتر ہی ہے کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعات نفل تحیۃ المسجد کی نیت سے ادا کرلی جائیں،البتہ اگر کوئی شخص بیٹھ

جائے تو وہ بھی یہ نفل ادا کر کے فضیلت حاصل کر سکتا ہے۔(ردالمحتار،الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ)

2۔مکروہ اوقات میں یہ نفل ادا کرنا جائز نہیں،اس لیے اگر کوئی شخص کسی مکروہ وقت میں مسجد داخل ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ ذکر و تسبیحات میں مشغول ہو جائے۔(ردالمحتار)

3۔افضل تو یہ ہے کہ تحیۃ المسجد مستقل طور پر ادا کی جائے، لیکن اگر کسی شخص نے مسجد میں داخل ہو جانے کے بعد فرض یا سنت کی نیت باندھ لی اور اسی میں تحیۃ المسجد می بھی نیت کرلی تب بھی تحیۃ المسجد ادا ہو جائے گی،یہی حکم تحیۃ الوضو میں تحیۃ المسجد می نیت کر لینے کا بھی ہے۔(ردالمحتار،الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ)

4۔اگر کسی شخص کا بار بار مسجد میں آنا جانا رہتا ہو تو وہ اگر ایک ہی بار تحیۃ المسجد ادا کر لے تب بھی کافی ہے۔(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ)

صلاۃ السفر کا وقت:

1۔حضور ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں داخل ہو کر دو رکعات ادا کرتے۔(سنن ابی داود حدیث:۲۷۷۳)

2۔سفر سے واپس آتے وقت مسجد جا کر دو رکعات نفل ادا کرنا حضور ﷺ کا معمول رہا ہے، اس لیے حضرات فقہانے اس کو مستحب قرار دیا ہے۔(شرح النووی،ردالمحتار مع الدر المختار)

3۔اسی طرح سفر کے لیے جاتے وقت بھی دو رکعات ادا کرنا حدیث سے ثابت ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ حدیث:4914،المعجم الکبیر حدیث:10469،ردالمحتار مع الدر المختار)

البتہ مکروہ اوقات میں ادا کرنا جائز نہیں۔

صلاۃ التوبۃ کا وقت:

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس آدمی سے گناہ ہو جائے پھر وہ (وضو وغیرہ کرکے) پاکی حاصل کرے، پھر نماز پڑھے، پھر اللہ سے معافی مانگے، تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما دیتے ہیں۔(سنن الترمذی حدیث:406) البتہ مکروہ اوقات میں ادا کرنا جائز نہیں۔

صلاۃ الحاجۃ کا وقت:

1۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے مؤمنو! مدد حاصل کرو صبر اور نماز کے ذریعے۔(سورۃ البقرہ آیت:۱۵۳)

اور حضور ﷺ کو جب کوئی معاملہ پیش آتا تو نماز کی طرف متوجہ ہوتے۔(سنن ابی داود حدیث:1319)

2۔کسی بھی مصیبت، پریشانی، حاجت کے وقت، اسی طرح آندھی، طوفان جیسی آفات کے وقت اس نماز کا ادا کرنا مستحب ہے، البتہ مکروہ اوقات میں ادا کرنا جائز نہیں۔

عام نفل نماز کس وقت پڑھنا جائز ہے؟

عام نفل نماز کے لیے کوئی خاص وقت مقرر نہیں بلکہ یہ کسی بھی وقت ادا کی جاسکتی ہے، البتہ تین اوقات ایسے ہیں کہ جن میں نفل پڑھنا جائز نہیں:

- صبح صادق یعنی فجر کا وقت داخل ہونے سے لے کر سورج نکلنے تک۔
- دوپہر کو زوال کے وقت۔
- عصر کی نماز سے لے کر مغرب تک۔

ان تین اوقات میں نفل نماز ادا کرنا جائز نہیں۔(رد المحتار)

عیدین کی نماز سے پہلے اور ان کے بعد نفل ادا کرنے کا حکم:

عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عید کی نماز سے پہلے کوئی بھی نفل نماز (چاہے اشراق ہو، چاشت ہو یا عام نفل نماز) ادا کرنا جائز نہیں، چاہے گھر میں ہو، مسجد میں ہو یا عید گاہ میں، البتہ عید کی نماز ادا کر لینے کے بعد مسجد یا عید گاہ میں تو نفل نماز ادا کرنا جائز نہیں، لیکن گھر آ کر ادا کرنا جائز ہے چاہے اشراق ہو، چاشت ہو یا عام نفل نماز۔ (ردالمحتار)

خطبے کے دوران نفل ادا کرنے کا حکم:

خطبے کے دوران بھی نفل نماز ادا کرنا جائز نہیں۔ (ردالمحتار)

مغرب کی نماز سے پہلے نفل ادا کرنے کا حکم:

مغرب کی نماز سے متعلق شریعت کا مزاج یہ ہے کہ وقت داخل ہو جانے کے بعد جس قدر جلدی ہو سکے اس کو ادا کر لیا جائے، اس لیے مغرب کی نماز کا وقت داخل ہو جانے کے بعد یا مغرب کی اذان ہو جانے کے بعد نفل پڑھنے کے لیے باقاعدہ وقت مقرر کرنا مناسب نہیں، اور نا ہی یہ سنت کا تقاضا ہے، البتہ جن مساجد میں اذان اور اقامت کے درمیان دو تین منٹ کا وقفہ دیا جاتا ہو اور وہاں کوئی شخص جلدی سے جماعت کھڑی ہونے سے پہلے نفل ادا کر لیتا ہے تو یہ جائز ہے لیکن کوشش کی جائے کہ نہ تو نفل کی وجہ سے جماعت میں تاخیر ہو، نہ جماعت کھڑی ہونے میں خلل آئے اور جماعت کھڑی ہونے سے پہلے پہلے نفل نماز مکمل کر لی جائے۔

(مسند البزار حدیث: ۴۴۲۲، فیض القدیر حدیث: ۳۱۶۹، اعلاء السنن)

(ماخوذ: شب و روز کی نفل نمازیں از مبین الرحمن فاضل جامعہ دار العلوم کراچی)

قضا نماز کے اوقات سے متعلق تفصیلی احکام

1۔ قضا نماز کی ادائیگی کے لیے کوئی خاص وقت مقرر نہیں، بلکہ جب بھی موقع ملے اسے ادا کر لینا چاہیے، البتہ تین اوقات ایسے ہیں کہ ان میں قضا نماز ادا کرنا جائز نہیں:

- سورج نکلنے کے وقت، جو کہ تقریباً دس منٹ تک رہتا ہے۔
- دوپہر کو زوال کے وقت۔ یہ بھی تقریباً دس منٹ تک رہتا ہے، جس کی تفصیل گزر چکی ہے۔
- جب سورج غروب ہونے لگے، یہ مغرب کا وقت داخل ہونے سے تقریباً پندرہ منٹ پہلے کا وقت ہوتا ہے۔

ان تین اوقات کے علاوہ کسی بھی وقت قضا نماز ادا کی جا سکتی ہے، جیسے فجر کی نماز سے پہلے، فجر کی نماز کے بعد، عصر کی نماز سے پہلے اور عصر کی نماز کے بعد۔

2۔ قضا نماز کسی بھی وقتی نماز سے پہلے ادا کرنا بھی درست ہے اور اس کے بعد بھی۔ اگر سنت ادا کرنے کے بعد جماعت تک وقت ہے تو اس دوران بھی قضا نماز ادا کی جا سکتی ہے۔

3۔ فجر کی قضا نماز اگر اسی دن زوال سے پہلے پہلے ادا کرنی ہو تو اس صورت میں بہتر یہی ہے کہ قضا کی نیت سے فرض کے ساتھ ساتھ سنت بھی ادا کرے، اور اگر کوئی صرف فرض ادا کر لے تب بھی جائز ہے. زوال ہو جانے کے بعد پھر سنت کی قضا نہیں ہے بلکہ صرف فرض ہی کی قضا کرے گا. (رد المحتار، عمدۃ الفقہ، عالمگیری)

مکروہ اوقات اور ان کے احکام

(مرتّب: مبین الرحمٰن فاضل جامعہ دار العلوم کراچی)

مکروہ اوقات کی دو قسمیں ہیں:

(1): پہلی قسم میں یہ تین مکروہ اوقات ہیں:

1: سورج طلوع ہونے کا وقت:

جب سورج طلوع ہونے لگتا ہے تو مکروہ وقت شروع ہو جاتا ہے جو کہ کم از کم دس منٹ تک رہتا ہے۔ اوقاتِ نماز کے نقشوں
میں طلوعِ آفتاب کا جو وقت لکھا ہوا ہوتا ہے اُس کے بعد سے کم از کم دس منٹ تک مکروہ وقت رہتا ہے۔

(صحيح البخاري رقم: 583، رد المحتار، إعلاء السنن، احسن الفتاوی، دائمی نقشہ اوقاتِ نماز از جامعہ دار العلوم کراچی)

2: دوپہر کو سورج کے استوا کے وقت:

سورج طلوع ہونے کے بعد سے لے کر سورج ڈوبنے تک پورے دن کا جتنا بھی وقت ہے ان کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے تو ان دونوں کے درمیانی حصے کو نصف النہار عرفی یعنی آدھا دن کہتے ہیں، یہی وہ وقت ہوتا ہے جب سورج خطِ استواء سے گزر رہا ہوتا ہے، یعنی اس وقت سورج ہمارے سیدھ میں اوپر آسمان کے بیچ میں ہوتا ہے، جب سورج اس کیفیت سے گزر کر مغرب کی طرف ڈھلنے لگتا ہے تو اس کو زوال کہتے ہیں۔ شریعت کی نگاہ میں یہ نصف النہار یعنی سورج کے استواء کا وقت مکروہ وقت کہلاتا ہے۔ چوں کہ سورج تو استواء کے وقت ٹھہرتا نہیں بلکہ وہ اپنا سفر مسلسل جاری رکھے ہوئے ہوتا ہے، اس لیے استواء کا یہ وقت بہت ہی مختصر ہوتا ہے، جو کہ ایک منٹ سے بھی کم وقت میں پورا ہو جاتا ہے۔ البتہ احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اوقاتِ نماز کے نقشوں میں جو زوال کا وقت لکھا ہوا ہوتا ہے اس سے چند منٹ پہلے اور چند منٹ بعد کے وقت کو مکروہ وقت شمار کرتے ہوئے نماز نہ پڑھی جائے، بعض حضرات نے سہولت کے خاطر زوال کے وقت سے 5 منٹ پہلے اور 5 منٹ بعد احتیاط کرنے کی ترغیب دی ہے۔

(جامع الترمذی، حدیث: 1030، آپ کے مسائل اور ان کا حل، نفل اور سنت نمازوں کے فضائل اور احکام، عمدۃ الفقہ، دائمی نقشہ اوقاتِ نماز از جامعہ دار العلوم کراچی)

3: سورج ڈوبنے کا وقت:

جب سورج ڈوبنے کا وقت آتا ہے تو سورج کا رنگ پیلا پڑ جاتا ہے، اس کی طرف دیکھنے سے نگاہوں پر کچھ اثر نہیں پڑتا، یہاں سے مکروہ وقت شروع ہو جاتا ہے جو کہ تقریباً 15 منٹ پر مشتمل ہوتا ہے۔ اوقاتِ نماز کے نقشوں میں جو غروبِ آفتاب کا وقت لکھا ہوا ہوتا ہے اس سے تقریباً 15 منٹ پہلے یہ مکروہ وقت شروع ہو جاتا ہے، اور یہ وقت ختم ہو جانے کے بعد مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

(صحيح البخاري رقم: 583، رد المحتار، احسن الفتاوی، امداد الفتاوی، نفل اور سنت نمازوں کے فضائل اور احکام)

حکم نمبر 1: ان تین اوقات میں کوئی بھی نماز پڑھنا جائز نہیں، چاہے قضا نماز ہو یا نفل نماز، البتہ اگر کسی نے اُس وقت کی عصر کی نماز نہیں پڑھی ہو تو وہ عصر کے اِس مکروہ وقت میں بھی پڑھ سکتا ہے، اور یہ نماز ادا ہی شمار ہو گی، نہ کہ قضا، البتہ عصر کی نماز میں بلا عذر اس قدر تاخیر کرنا کہ مکروہ وقت شروع ہو جائے، گناہ ہے۔

(جامع الترمذي، رقم: 1030، رد المحتار، البحر الرائق، دائمی نقشہ اوقاتِ نماز از جامعہ دار العلوم کراچی)

حکم نمبر 2: ان تین اوقات میں نمازِ جنازہ پڑھنا بھی جائز نہیں، البتہ اگر جنازہ انہی اوقات میں تیار ہو کر آجائے تو ایسی صورت میں ان مکروہ اوقات میں نمازِ جنازہ پڑھنا درست ہے۔

(جامع الترمذي، رقم: 1030 و سنن ابن ماجه رقم: 1486 مع إعلاء السنن، رد المحتار)

حکم نمبر 3: اسی طرح ان تین اوقات میں سجدہ تلاوت ادا کرنا بھی جائز نہیں، البتہ اگر کسی نے انہی اوقات میں سجدہ تلاوت کی آیت پڑھ لی تو اس صورت میں ان اوقات میں سجدہ تلاوت کرنا درست ہے، البتہ بہتر یہ ہے کہ ان اوقات کے بعد سجدہ تلاوت کرے۔ (رد المحتار، إعلاء السنن، فتاوی محمودیہ)

حکم نمبر 4: ان تین مکروہ اوقات میں قرآن کریم کی تلاوت کرنا جائز ہے، البتہ بہتر یہ ہے قرآن کریم کی تلاوت کی بجائے درود شریف، استغفار یا کسی اور ذکر میں مشغول ہوا جائے۔

(الدر المختار مع رد المحتار، فتاوی محمودیہ)

(2): مکروہ اوقات کی دوسری قسم میں دو مکروہ اوقات ہیں:

1: فجر کا وقت داخل ہو جانے کے بعد سے لے کر سورج طلوع ہونے سے پہلے تک یعنی فجر کی نماز سے پہلے

اور فجر کی نماز کے بعد کا وقت۔

(مسند أحمد رقم: 110،مصنف ابن أبي شيبة رقم: 7446تا7450،صحيح البخاري رقم: 585،رد المحتار، إعلاء السنن)

2: عصر کی نماز کے بعد سے لے کر غروبِ آفتاب کے مکروہ وقت سے پہلے تک۔

(مسند أحمد رقم: 110، صحيح البخاري رقم: 585،رد المحتار، دائمی نقشہ اوقاتِ نماز از جامعہ دار العلوم کراچی)

حکم نمبر 1: ان دو اوقات میں صرف نفل پڑھنا جائز نہیں،اس کے علاوہ قضا نماز، سجدہ تلاوت اور نمازِ جنازہ سب کچھ جائز ہے۔(رد المحتار، إعلاء السنن،دائمی نقشہ اوقاتِ نماز از جامعہ دار العلوم کراچی)

حکم نمبر 2: فجر کی سنتیں فجر کی فرض نماز سے پہلے پڑھنی چاہیے،اگر کسی نے فرض سے پہلے سنت نہیں پڑھی تو فرض پڑھ لینے کے بعد سورج طلوع ہونے تک سنت پڑھنا درست نہیں، بلکہ جب سورج طلوع ہو جائے تو پھر اس دن کے زوال سے پہلے تک ان سنتوں کی قضا پڑھ سکتے ہیں۔

(رد المحتار،دائمی نقشہ اوقاتِ نماز از جامعہ دار العلوم کراچی)